PAKISTAN | پاکستان

TIER 1 | USCIRF-RECOMMENDED COUNTRY OF PARTICULAR CONCERN (CPC)

عالمی مذہبی آزادی کے بارے میں امریکی کمیشن (USCIRF) 1998 کے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے ایکٹ (IRFA) کے ذریعہ تشکیل کردہ امریکہ کی وفاقی حکومت کا ایک خود مختار اور دو فریقی ادارہ ہے اور اس کا کام بیرون ملک مذہبی آزادی یا عقیدے سے متعلق حقوق و آزادی پر نظر رکھنا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) بیرونی ممالک میں عقائد یا مذہبی آزادی سے متعلق خلاف ورزیوں کو مانیٹر کرنے کے لیے بین الاقوامی معیارات استعمال کرتا ہے علاوہ ازیں صدر، وزیر داخلہ اور کانگریس کو حکمت عملی کے بارے میں سفارشات پیش کرتا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف امریکہ کے محکمہ داخلہ سے الگ تھلگ اور جداگانہ حیثیت کا حامل ایک ادارہ ہے س 2017 کی سالانہ رپورٹ کمیشنروں اور پیشہ ور عملہ کی طرف سے سال بھر کی کوششیں کے ذریعہ زمینی سطح پر موجود خرابیوں کی نشاندہی کرنے اور امریکی حکومت کو حکمت عملی سے متعلق آزادانہ سفارشات پیش کرتے ہوئے نقطہ عروج پر پہنچاتی ہے۔ 2017 کی سالانہ رپورٹ تقویمی سال 2016 سے لیکر فروری 2017 کے عرصہ کا احاطہ کرتی ہے تاہم اس میں اس عرصہ کے بعد رونما ہونے والے چند ایک نمایاں واقعات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کے بارے میں مزید معلومات کے لیے [یہاں](https://www.uscirf.gov) پر ان کا ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں یا یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کے ساتھ اس نمبر پربراہ راست رابطہ کریں 202-786-0611-

پاکستان

اہم نتائج: گزشتہ سال کے دوران حکومت پاکستان نے مذہبی آزادی کے بارے میں منظم، مسلسل اور قابل اعتراض خلاف ورزیوں کا ارتکاب کیا ہے اور انہیں برداشت کرتی رہی ہے۔ مذہبی لحاظ سے امتیازی قانونی دفعات اور قانون سازی مثال کے طور پر ملک کے اندر توعین رسالت اور احمدیوں کے بارے میں قوانین تسلسل کے ساتھ سزائے قید اور قانونی کاروائی پر منتج ہو ئے ہیں۔ کم از کم 40 افراد کو سزائے موت سنا دی گئی ہے یا وہ توعین رسالت کی سزائیں کاٹ رہے ہیں جن میں دو عیسائی بھی شامل ہیں جن کو جون 2016 میں سزائے موت سنائی گئی تھی۔ اس سال کے دوران ایک احمدی اور ایک شیعہ مسلمان کو جرم کا مرتکب ٹھہرا کر پانچ سال کے لیے قید میں ڈالا گیا جبکہ چار احمدیوں کو احمدی مخالف قوانین کے تحت گرفتار کیا گیا ہے۔ مذہبی اقلیتی برادری کے افراد، بشمول عیسائی، ہندو، احمدی، اور شیعہ مسلمانوں کو بھی معاشرے کے اندر مذہبی اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر دہشت گرد تنظیموں اور افراد دونوں ہی سے خطرات کا سامنا ہے؛ حکومت کی طرف سے اس طرح کے تشدد کو روکنے یا اس پر مقدمہ چلانے میں طویل عرصہ کی ناکامی نے سزا سے بے خوفی کی جڑوں کو گہرا کر دیا ہے اور انتہا پسندوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ صوبائی نصابی کتب جو کہ اقلیتوں کے خلاف امتیازی مواد پر مشتمل ہیں ایک نمایاں خدشے کا سبب رہی ہیں۔ مذہب کی زبردستی تبدیلیاں اور ہندو اور عیسائی لڑکیوں اور عورتوں کی شادیوں کے بارے میں بھی رپورٹیں مسلسل آتی رہی ہیں اگرچہ پاکستانی حکومت نے اس مسئلہ پر چند ایک مثبت اقدامات اٹھائے ہیں اور مذہبی اقلیتوں کے بارے میں دیگر حوصلہ افزا کاروائیاں بھی کی ہیں۔ ان خلاف ورزیوں کی بنیاد پر یو ایس سی آئی آر ایف(USCIRF) 2017 میں ایک بار پھر تجویز کرتی ہے کہ بین الاقوامی مذہبی آزادی کے ایکٹ آئی آر ایف اے (IRFA) کے تحت، جیسا کہ سال 2002 سے مسلسل سفارش کی جاتی رہی ہے، پاکستان کو سال 2017 میں ایک بار پھر"خصوصی تشویش کا حامل ملک" یا سی پی سی قرار دیا جائے۔ پاکستان کوخصوصی تشویش کا حامل ملک *(CPC)* قرار دینا امریکہ کو اس قابل بنائے گا کہ وہ مطلوبہ اصلاحات پر عمل درآمد کرنے کے لیے اسلام آباد پر مزید مؤثر دباؤ ڈالے۔ یو ایس سی آئی آر ایف(USCIRF) کی طرف سے طویل عرصہ کی سفارشات کے باوجود بھی امریکہ نے پاکستان کو سی پی سی *(CPC)*قرار نہیں دیا۔

امریکی حکومت کو سفارشات

- آئی آر ایف اے (IRFA) کے تحت پاکستان کو سی پی سی *(CPC)* قرار دیا جائے؛

- آئی آر ایف اے **(IRFA)** کی سیکشن 405 (سی) کے تحت حکومت پاکستان کے ساتھ ایک واجب التعمیل معاہدہ کے بارے میں بات چیت کرے تاکہ مخصوص اور بامقصد اصلاحات کو کامیاب بنایا جا سکے جس میں اہم قانونی اصلاحات اور توعین رسالت کے قوانین کے تحت سزا یافتہ قیدیوں کی رہائی پر مشتمل جانچ کا ایک معیار مقرر کیا جا سکے ؛ مثال کے طورپر اس طرح کا معاہدہ امریکہ کے محکمہ داخلہ اور یو ایس ایجنسی فار انٹرنیشنل ڈویلوپمنٹ یو ایس اے آئی ڈی **(USAID)** کے طریق کار کے تحت فراہم کردہ وسائل پر مشتمل ہونا چاہیے۔

- انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں، بشمول خاص طور پر مذہبی آزادی کے بارے میں شدید خلاف ورزیوں کے ذمہ داران یا ان میں ملوث پائے جانے والے مخصوص سرکاری اہلکاروں اور ایجنسیوں کے خلاف طے شدہ ہتھیار استعمال کریں؛ ان ہتھیاروں میں "خصوصی طور پر نامزد کردہ شہریوں" کو شامل کیا جائے جن کی فہرست کا بندوبست محکمہ خزانہ کا بیرونی ملکی اثاثے کنٹرول کرنےکا دفتر کرے، آئی آر ایف اے **(IRFA)** کی سیکشن 604 (اے) اور گلوبل میگنی ٹیسکی ہومن رائیٹس اکاؤنٹیبلٹی ایکٹ کے تحت ویزا دینے سے انکار کیا جائے اور گلوبول میگنی ٹیسی ایکٹ کے تحت ان کے اثاثوں کو منجمد کیا جائے؛
- پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈالے کہ وہ سپریم کورٹ کے 2014 کے فیصلے پر عمل درآمد کرتے ہوئے ایک خصوصی فورس تشکیل دے تاکہ مذہبی گروپوں کو تشدد سے محفوظ رکھا جا سکے اورجرم کے مرتکب افراد، بلوے کی صورت میں حملہ کرنے والے افراد اور دہشت گرد گروپوں کے اراکین دونوں کے خلاف مؤثر قانونی کاروائی کرے؛

- پاکستان - امریکہ بات چیت میں مذہبی آزادی کو شامل کیا جائے یا مذہبی آزادی سے متعلق دو طرفہ ذمہ داریوں اور بین الامذاہب ہم آہنگی اور قبولیت کے لیے ایک خصوصی راستہ تلاش کیا جائے؛

- مذہبی آزادی سے متعلق بین الاقوامی شراکت داروں کے ذریعے خدشات کواٹھانے کی خاطراسلام آباد اور مختلف مقامات پر موجود سرکاری اہلکاروں کے ساتھ ملکر کام کرے اور حکومت پاکستان کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ مذہبی آزادی اورعقیدہ کے بارے میں اقوام متحدہ کے خصوصی رپورٹئیر کو ملکی دورے پر آنے کی دعوت دے؛

- حکومت پاکستان اور صوبائی تعلیمی بورڈوں کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ حکومتی اسکولوں اور مدرسہ کے نظام میں نصابی کتب اور نصاب میں اصلاحات لائیں، تمام مذاہب کے بارے میں منفی اور غلط معلومات کو خارج کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ مذہبی اور نسلی رواداری کو فروغ دیا جائے؛

- حکومت پاکستان اور صوبائی حکومتوں پر زور دے کہ وہ توعین رسالت کا الزام عائد کیے جانے والے تمام افراد کے مقدمات کا ازسرنو جائزہ لے تا کہ غلط الزامات کا سامنا کرنے والے افراد کو رہا کیا جا سکے، جبکہ توعین رسالت کے قوانین کی خلاف ورزیوں کے باعث سزائے قید پانے والے تمام افراد کی غیر مشروط رہائی کا مطالبہ بھی کیا جائے؛

- ضابطہ فوجداری کی سیکشن 295 میں موجود توعین رسالت کی قیود کی تنسیخ کا معاملہ تسلسل کے ساتھ اس وقت تک اٹھایا جائے جب تک یہ انجام کو نہ پہنچ جائے: حکومت پاکستان پر زور ڈالے کہ وہ توعین رسالت کے عمل کو قابل ضمانت جرم قرار دینے کے لیے سیکشن 295 کی اصلاح کرے، اور الزام عائد کرنے والوں سے شہادت طلب کرے؛ جبکہ پہلے سے موجود ضابطہ فوجداری کی وہ دفعات جو کسی بھی قانونی معاملہ میں جھوٹے الزامات عائد کرنے پر سزا دیتی ہیں ان کو لاگو کرنے کا مطالبہ کرے۔

- مقدمہ کی کاروائی کے منتظر، زیر حراست افراد اور ضمیر کے قیدیوں کی غیر مشروط رہائی کے لیے کوششیں کرے اور اس کے لیے اعلی سطح پر دباؤ ڈالے، جبکہ حکومت پاکستان پر زور ڈالے کہ وہ قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک روا رکھے اور ان کو اپنے اہل خانہ، انسانی حقوق کی نگرانی کرنے والوں، مناسب طبی سہولیات، قانونی مشیروں تک رسائی فراہم کرے اور ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دے؛

- احمدی مخالف قوانین بالخصوص ضابطہ فوجداری کی دفعات 298-(اے)، (بی) اور (سی) کو منسوخ کرنے کا متواتر مطالبہ کرے۔

- حکومت پاکستان پر زور دے کہ وہ کرسچن شادیوں کو تسلیم کرنے کے لیے ایک قانون پاس کرے جبکہ جبری شادی اور مذہب کی تبدیلی کی روک تھام کرے، پولیس وکلاء اور جج حضرات کو تربیت فراہم کرے کہ وہ ان قوانین کی درست انداز میں تشریح اوراطلاق کریں؛
- حکومت پاکستان کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ ملک کے اندر مذہبی اقلیتوں کی طرف سے ادا کردہ تاریخی کردار، پاکستانی معاشرے کے لیے ان کی کوششوں، ان کے مساویانہ حقوق اور حفاظت خواہ وہ متوازی یا آزادانہ ہوں، کے بارے میں عوامی معلومات کے لیے ایک مہم کا آغاز کرے اور اس کے لیے بین الاقوامی ویزٹرز پروگرام، دیگر تعلیمی و ثقافتی تبادلوں اور امریکی مالی مدد سے چلنے والے میڈیا اور اس طرح کے معاملات کو اجاگر کرنے کے لیے ریاست متحدہ کی عوامی سیاست کاری کے آلات استعمال کرے؛
- اس بات کو یقینی بنائے کہ یو ایس کی طرف سے سلامتی کے لیے فراہم کردہ امدادی رقم کو پولیس کی مدد کے لیے استعمال کیا جائے تاکہ ایک ایسا مؤثرپلان نافذ کیا جا سکے جو مذہبی اقلیتوں اور انکی عبادت کے مقامات کے تحفظ کے لیے مخصوص ہو۔

پس منظر

پاکستان 190 ملین افراد کی آبادی پر مشتمل مذہبی اور نسلی اعتبار سے طرح طرح کے افراد پر مشتمل ایک مختلف ملک ہے۔ سال 1998 میں انجام دی گئی سرکاری مردم شماری کے مطابق 95 فی صد افراد نے اپنے آپ کو بطور مسلمان ظاہر کیا ہے؛ مسلمان آبادی میں سے 75 فی صد نے اپنے آپ کو سنی مسلمان جبکہ 25 فی صد نے بطور شیعہ ظاہر کیا ہے۔ پاکستان کی باقی 5 فی صد آبادی غیر مسلم ہے جس میں عیسائی، ہندو، پارسی/آتش پرست، بھائی، سکھ، بدمت اور دیگر مذاہب کے افراد شامل ہیں۔ شیعہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا خیال ہے کہ ان کی برادریاں 1998 کی مردم شماری میں رپورٹ کردہ تعداد سے زیادہ ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دو تا 4 میلن احمدی اپنے آپ کو مسلمان تصور کرتے ہیں لیکن پاکسانی قانون ان کی اس حیثیت کو تسلیم نہیں کرتا۔

پاکستان کے اندر امتیازی نوعیت کی آئنی دفعات اور قانونی سازی کی وجہ سے مذہبی آزادی کے حالات طویل عرصہ سے خراب رہے ہیں۔ پاکستانی حکومت کئی سالوں سے ان جذباتی خطابات کی روک تھام کرنے میں جو مذہبی منافرت کو متحرک کرتے ہیں یا مذہبی اور انتہا پسندی کی بنیادوں پر فرقہ وارانہ تشدد کو ابھارتے ہیں یا جب پرتشدد واقعات رونما ہوجاتے ہیں تو جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے میں ناکام رہی ہے۔ علاوہ ازیں پرتشدد انتہا پسند گروپ اور امریکہ کی نامزد کردہ انتہاپسند تنظیمیں مثال کے طور پر تحریک طالبان پاکستان (پاکستانی طالبان)، اسلامک اسٹیٹ آف عراق اور شام کا پاکستانی شعبہ (آئی ایس آئی ایس)، لشکرجھنگوی (ایل ای جے) پاکستانی سول آبادی، حکومتی دفاتر اور فوجی مقامات کو نشانہ بناتے ہیں جو کہ حکومت کے لیے سلامتی سے متعلق ایک نمایاں مسئلہ ہے جواس کی صلاحیت اور ملک میں انتہائی نا پسندیدہ مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں پر منفی انداز میں اثر انداز ہو رہا ہے۔ یہ گروپ تمام پاکستانیوں بشمول مذہبی برادریوں، غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز)، ججوں،وکیلوں اور سرکاری اہلکاروں یا قانون سازوں 202-786-0611جو کہ مذہبی آزادی کے مقدمات میں حصہ لیتے اور جابرانہ قوانین کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کے لیے خطرے کا سبب ہیں۔

مذہبی اقلیتی برادریاں سماجی اور سیاسی طور پر نظر انداز ہونے کی وجہ سے بھی متاثر ہو رہی ہیں۔ قومی اسمبلی (ایوان زیریں) میں ان کے لیے 342 میں سے 10 مخصوص نشستیں رکھی گئی ہیں جبکہ سینٹ (ایوان بالا) میں کوئی نشست نہیں ہے۔ پاکستان کے پارلیمانی نظام کے اندر مذہبی اقلیتوں کے نمائندوں کی طرف سے کامیابی کے ساتھ اپنی کمیونٹی کی نمائندگی کرنے کا امکان مزید کم ہو جاتا ہے کیونکہ آزاد خیال سیاسی پارٹیاں اکثر اوقات ان پارٹیوں کے ساتھ اتحاد کر لیتی ہیں جو مذہبی یا نسلی اقلیتوں کی حمایت میں نہیں ہوتیں۔

گزشتہ سالوں کے دوران، پاکستانی حکومت نے وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر ان مسائل کے سد باب کے لیے چند ایک اقدامات اٹھائے ہیں جن میں پشاور کے آرمی پبلک اسکول پر دسمبر 2014 میں طالبان کی طرف سے حملہ کے بعد جس میں 130 بچوں کو مار دیا گیا تھا 20 نقاطی نیشنل ایکشن پلان تیار کیا تھا۔ این اے پی کی تشکیل دھشت

گردی، اقلیتی برادی پر حملوں، تشدد کو ابھارنے کے لیے نفرت پر مبنی تقاریر اور تحریری مواد کے سد باب کی غرض سے کی گئی تھی۔ تاہم این اے پی اوردیگر اقدامات پرعمل درآمد میں کوتاہی برتی گئی ہے جس کی وجہ سے بنیادی مذہبی آزادی میں نمایاں بہتریاں سامنے نہیں ائیں۔ معاشرے کے اندر پر تشدد اوردہشت گردی کی سرگرمیاں جاری ہیں جبکہ بنیادی طور پر امتیازی قوانین بھی موجود ہیں۔

نومبر 2016 میں یو ایس سی آئی آر ایف **(USCIRF)** کے عملہ نے امریکہ اور پاکستانی حکومت کے اہلکاروں، سول سوسائٹی اور مذہبی برادریوں کے ساتھ ملاقات کرنے کی غرض سے اسلام آباد کا دورہ کیا۔

مذہبی آزادی کے حالات 2016-2017

توعین رسالت کے قوانین: پاکستان کے ضابطہ فوجداری کی سیکشن 295 اور 298 کسی بھی ایسے عمل اور تقریرجومذہب یا مذہبی عقیدے کی توعین یا قرآن، محمد رسول اللہ ، عبادت گاہ یا مذہبی نشانیوں کی بے حرمتی کرتا ہو کوقابل سزا ٹھہراتی ہے۔ یہ قوانین بنیادی طورپر مذہبی آزادی اور عقیدے کے بارے میں بین الاقوامی معیارات کی خلاف ورزی کرتےہیں کیونکہ یہ افراد کے مقابلہ میں عقائد کو تحفظ دیتے ہیں۔ الزام عائد کرنے والوں کو اس بارے میں کوئی شہادت فراہم کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کہ توعین رسالت کا واقعہ رونما ہوا ہے جو کہ جھوٹا الزام عائد کرنے سمیت بدسلوکی پر منتج ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ قانون سخت قسم کی سزائیں بشمول سزائے موت یا عمر قید کی سزا طے کرتا ہے۔

پاکستان کے اندرتوعین رسالت کے واقعات کی ایک بڑی تعداد صوبہ پنجاب میں رونما ہوتی ہے جہاں پر مذہبی اقلیتوں کی ایک کثیر تعداد رہائش پذیر ہے۔ اگرچہ الزام عائد ہونے اور سزا دیے جانے والے افراد میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے لیکن مذہبی اقلیتیں ملکی آبادی کے اندر اپنی فی صد تعداد کے لحاظ سے غیر متناسب طور پر توعین رسالت کے الزامات اور گرفتاریوں کا نشانہ بنتی ہیں۔ یو ایس سی آئی آر ایف **(IRFA)** پاکستان میں کم از کم 40 افراد سے آگاہ ہے جن کو اس وقت توعین رسالت کے قانون میں سزائے موت ہو چکی ہے یا وہ عمر قید کاٹ رہے ہیں، جن میں دو عیسائی انجم ناز سندھو، جاوید ناز اور ایک مسلمان جعفر علی شامل ہیں، جن سب کو صوبہ پنجاب میں واقع گوجرانوالہ کی انسداد دھشت گردی کی عدالت نے 28 جون 2016 کو سزائے موت سنائی ہے؛ جبکہ عاسیہ بی بی، ایک عیسائی عورت کو 2009 میں اپنے ساتھ کام کرنے والے ورکروں کے ساتھ ایک جھگڑے کے بعد مجرم قرار دے کر 2010 میں سزائے موت سنائی گئی تھی۔ اکتوبر 2016 میں جب ایک جج نے مقدمہ کی اپیل سے متعلق آخری سماعت سے اپنے آپ کو الگ کر لیا تو پاکستان کی سپریم کورٹ نے سماعت روک دی؛ عاسیہ بی بی قید میں ہے جبکہ سماعت کا دوبارہ سےآغاز ابھی تک نہیں ہوا۔

رپورٹنگ کے عرصہ کے دوران خاص طور پر پنجاب کے صوبہ میں توعین رسالت کے الزامات کے سلسلہ میں درجنوں گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔ زیادہ تر گرفتاریاں اور الزامات معاشرے کے اندر تشدد اور ایذا دہی کی فضا میں رونما ہوئے۔ مثال کے طور پر جولائی 2016 میں صوبہ پنجاب میں، کمیونٹی کے شدید دباؤ کے باعث ایک عیسائی شخص،ندیم جیمز کو سوشل میڈیا نیٹ ورکنگ ویب سائیٹ وٹس اپ پر توعین رسالت سے متعلق پیغامات بھیجنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ ستمبر 2016 میں صوبہ پنجاب میں ایک 16 سالہ عیسائی لڑکے کو فروری 2017 میں فیس بک پر خانہ کعبہ کی تصویر لائک کرنے پر گرفتار کیا گیا جس کو مقدمہ کی سماعت مکمل ہونے تک ضمانت دینے سے انکار کر دیا گیا۔ اکتوبر 2016 میں بھی پنجاب کے صوبہ میں ایک 18 سالہ مسلمان لڑکے اور اس کے استاد کو قرآن مجید کے اوراق نظر آتش کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق یہ تمام مقدمات زیر التوا ہیں۔

جنوری 2017 میں انسداد دہشت گردی کی ایک عدالت نے100 سے زیادہ افراد کو جن پر جنوری 2013 میں جوزف کالونی جو کہ صوبہ پنجاب کے شہر لاہور میں بنیادی طور پرایک عیسائی علاقہ ہے، پر حملہ کرنے میں ملوث ہونے کا الزام تھا رہا کر دیا۔ یہ حملہ اس وقت ہوا جب ایک عیسائی شخص پر توعین رسالت کا الزام عائد کیا گیا۔ تقریباً 3,000 افراد پر مشتمل ایک ہجوم نے کرسچن کے 150 سے زیادہ گھروں اور دو گرجا گھروں کو تباہ کر دیا جبکہ سیکڑوں عیسائی خاندانوں کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ رپورٹنگ کے اس عرصہ کے اختتام تک ایک بھی شخص کو حملہ کے الزام میں مجرم قرار نہیں دیا گیا۔ اگرچہ گزشتہ سال کے دوران حکومت نے توعین رسالت سے

متعلق دیگر پر تشدد واقعات کی بنیاد پر کئی ایک افراد کو سزائیں بھی دی ہیں۔ ممتاز قادری کو فروری 2016 میں پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کو سال 2011 میں قتل کرنے کی وجہ سے پھانسی کی سزا دی تھی۔ سلمان تاثیر نے آسیہ بی بی کی حمایت میں توعین رسالت کے قانون کے خلاف بات کی تھی۔ نومبر 2016 میں پانچ افراد کو سزائے موت سنائی گئی جنہوں نے 2014 میں ہجوم کی صورت میں ظالمانہ طور پر شہزاد اور شمع مسیح کو توعین رسالت کے جھوٹے الزام کی بنیاد پر قتل کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں عیسائی کمیونٹی نے یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کو بتایا کہ مقامی اہلکار یا پولیس بعض اوقات نام نہاد توعین رسالت کی کاروائیوں کی وجہ سے ان کو پر تشدد انتقام یا گرفتاری سے بچانے یا جھگڑا ختم کرنے کی کوششیں کرتی ہے۔ مثال کے طور پر اکتوبر 2016 میں ہجوم کے دباؤ کے نتیجہ میں ایک عیسائی لڑکے اور اس کی والدہ کو گرفتا کیا گیا تھا جنہوں نے مبینہ طور پر صوبہ بلوچستان کے اندر کوئٹہ میں قران مجید کے صفحات کو نظر آتش کیا تھا۔ صوبائی اسمبلی کے عیسائی اور مسلمان ممبران کی طرف سے مداخلت کے بعد والدہ اور بیٹے کو رہا کر دیا گیا تھا۔

کئی سالوں سے چند ایک حکومتی نمائندے توعین رسالت کے قانون کی اصلاح کرنے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں جن میں پاکستان کے سابق صدر آصف علی زرداری، امریکہ میں پاکستان کی سابق سفیر شیری رحمان، اور پاکستان سینٹ کے ایک حالیہ ممبر، صوبہ پنجاب کے ایک سابق گورنر سلمان تاثیر؛ اور ماضی میں اقلیتی امور کے ایک وفاقی وزیر شہباز بھٹی شامل ہیں۔ تاثیر اور بھٹی کو سال 2011 میں توعین رسالت کے قانون میں اصلاحات لانے کا تقاضہ کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا گیاتھا۔ جنوری 2016 میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین، محمد خان شیرانی نے حکومت سے کہا کہ وہ نظر ثانی کے لیےتوعین رسالت کا قانون ان کی کونسل کو پیش کرے۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک دستوری ادارہ ہے جو پاکستانی حکومت کو مشورہ دیتا ہے کہ آیا کوئی قانون سازی اسلام اور اسلامی قانون سے ہم آہنگ ہے۔ علاوہ ازیں اگست 2016 میں انسانی حقوق کے بارے میں پاکستان کی سینٹ کمیٹی نے اعلان کیا کہ وہ قانونی ماہرین، مذہبی اسکالروں، اسلامی نظریاتی کونسل اور دیگر کے ساتھ ملک میں توعین رسالت کے قانون پر نظر ثانی کے لیے میٹنگ کرے گی لیکن تاحال معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا کوئی میٹنگز منعقد ہوئی ہے۔

احمدی مخالف قوانین اور حملے: احمدیوں پر سخت قسم کی قانونی بندشیں عائد کر دی گئی ہیں اور وہ سرکاری سطح پر امتیازی سلوک کا شکار ہیں۔ ستمبر 2016 کو پاکستان کے دستور کی دوسری ترمیم کی 42 سالگرہ منائی گئی جس کے مطابق اس میں تبدیلی کے ذریعے احمدیوں کو "غیرمسلم" قرار دیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں، ضابطہ فوجداری کی سیکشن 298 کے تحت احمدیوں کے لیے اپنے آپ کو مسلمان کہنا، مذہبی تبلیغ کرنا، نشر و اشاعت کرنا یا اپنے عقیدہ کی تشہیرکرنا یا اپنی عبادت کے مقامات کو مساجد کا نام دینا ایک مجرمانہ فعل ہے۔ انہیں ووٹ دینے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

جنوری 2016 میں صوبہ پنجاب کے اندر عبدل شکور نامی ایک شخص جو کہ ربوہ میں ایک اسٹور کا مالک اورعینک ساز تھا اسکو توعین رسالت کے الزام میں پانچ سال اور دہشت گردی کے الزامات میں تین سال سزائے قید ہوئی تھی جو کہ مسلسل کاٹتی تھی اور جوقرآن کی کاپیوں کی فروخت اوراحمدیہ مطبوعات کی تشہیر کے ذریعہ احمدی مسلم مذہب کو پھلانے کے سلسلہ میں تھی۔ اس کے اسٹور کا مینیجر، مظہر سپرا، جو کہ ایک شیعہ مسلمان تھا اس کو بھی دہشت گردی کے الزامات میں 5 سال سزائے قید ہوئی تھی۔ دونوں نے اپنی سزاؤں کے خلاف اپیل دائر کی ہے۔

05 دسمبر 2016 میں صوبہ پنجاب کے محکمہ انسداد دہشت گردی نے احمدیہ کمیونٹی کے اشاعتی اور آڈٹ کے دفاتر پر چھاپہ مارا۔ پولیس نے متعدد لوگوں کو مارا پیٹا اور چار احمدیوں کو گرفتار کیا گیا جن کو بعد ازاں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 298-سی اور ملک کے انسداد دہشت گردی ایکٹ کی دفعات کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق ان کو گرفتار کرنے کے بعد تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

احمدیوں کو تسلسل کے ساتھ معاشرتی امتیازی سلوک، ایذا رسانی اور جسمانی حملوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو کہ بعض اوقات قتل پرمنتج ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر کراچی میں جون 2016 کو تین مختلف دنوں میں تین احمدی ڈاکٹروں کو قتل کر دیا گیا تھا - ڈاکٹر حمید احمد، ڈاکٹر عبدل حسن اصفہانی اور ڈاکٹر چوہدری خالق احمد۔ انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ دسمبر 2016 تک کسی پرکوئی الزام عائد نہیں کیا گیا۔ 13 دسمبر 2016 کو صوبہ پنجاب

کے اندر چکوال میں کئی ہزار افراد نے احمدی برادری کی مسجد پر حملہ کر دیا، اور پولیس کی طرف سے ہجوم کو منتشر کرنے سے قبل انہوں نے آتشیں اسلحہ سے گولیاں چلائیں جس کی وجہ سے کئی ایک عبادت کرنے والے زخمی ہوگئے۔ مبینہ طور پر مسجد پر اس وقت حملہ کیا گیا جب کمیونٹی محمد رسول اللہ کا یوم پیدائش منا رہی تھی۔

تعلیم: صوبائی نصابی کتب جو کہ اقلیتوں کے خلاف امتیازی مواد پر مشتمل ہیں ایک نمایاں خدشے کا سبب رہی ہیں۔ اپریل 2016 میں یو ایس سی آئی آر ایف **(USCIRF)** نے ایک رپورٹ *"پاکستان میں عدم رواداری کی تدریس"* جاری کی۔ عوامی کتب میں مذہبی تعصب جو کہ 2011 کی تحقیق کی پیروی کے طور پر، *نقاط کو آپس میں ملانا: پاکستان میں تعلیم اور مذہبی تفریق*۔ سال 2016 کی رپورٹ سے واضح ہوا ہے کہ 2011 کی رپورٹ میں نمایاں کردہ 16 دقت طلب اقتسابات کو درسی کتب سےنکال دیا گیا تھا جبکہ 70 نئے غیر متحمل یا تعصب پر مبنی اقتسابات کو شامل کر دیا گیا ہے۔ ان اقتسابات میں سے اٹھاون کا تعلق بلوچستان اور سندھ کے صوبوں میں استعمال کی جانے والی نصابی کتب سے تھا جبکہ 12 کا تعلق پنجاب اور خیبر پختونخواہ کے صوبوں سے تھا۔ مجموعی طور پر رپورٹ کی وساطت سے ظاہرہوا ہے کہ پاکستان کی نصابی کتب غیر مسلموں اوراسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے بارے میں مسلسل تعصب اور بد اعتمادی کی تدریس کر رہی ہیں اور انہیں کم تر بنا کر پیش کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں، پاکستان کی نصابی کتب غیر مسلموں کو غیر پاکستانی یا پاکستان کے دشمنوں کے لیے نرم گوشہ رکھنے والوں کے طورپر پیش کرتی ہیں - پاکستانی عیسائیوں کو یورپی باشندے یا انگریز نوآبادیاتی جابر اورپاکستانی ہندوؤں کو ہندوستانی خیال کرتی ہیں۔ اس طرح کی تصویر کشی پہلے ہی سے موجود معاشرتی تناؤ کی آگ کو مزید بڑھکاتی ہے اور پاکستان کی مذہبی اقلیتی برادریوں کے لیے منفی فضا تیار کرتی ہے۔

مذہب کی جبرا تبدیلی اور شادی: نوجوان عیسائی اور ہندو لڑکیوں اور عورتوں کو جبراً اسلام قبول کروانا, اکثر اوقات جبری مزدوری کے ذریعہ، اور ان کے ساتھ زبردستی شادی کرنا ایک منظم مسئلہ ہے۔ سال 2014 میں پاکستانی این جی اوز، بشمول عورت فاؤنڈیشن اور موومنٹ فار سالیڈرٹی اینڈ پیس ان پاکستان نے رپورٹ کیا کہ 1000 سے زیادہ لڑکیاں جن میں سے زیادہ تر کی عمریں 18 سال سے کم ہیں ہر سال ان کے ساتھ جبراً شادی کی جاتی ہے اور اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ہندو اور عیسائی عورتیں خاص طور پر ان جرائم کا نشانہ بنتی ہیں جس کی وجہ معاشرتی پسماندگی اور مذہبی اقلیتوں کے لیے قانونی تحفظات کا فقدان ہے جو کہ گہری نوعیت کی سرگروہی معاشرت اور ثقافی اصولوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ خاص طور پر صوبہ پنجاب کی مقامی پولیس پر اکثر اوقات الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ تحقیق میں مناسب ناکامی کی وجہ سے زبردستی کی شادی اور مذہب کی تبدیلی میں کردار ادا کرتے ہیں یا وہ عورت اور اس کے اہل خانہ کی نسبت مرد اور اس کے اہل خانہ پر یقین کرتے ہیں۔ اگر اس طرح کے مقدمات کے بارے میں تحقیق یا فیصلہ کیا جائے تو مبینہ طور پر نوجوان عورت یا لڑکی سے اس شخص کی موجودگی میں سوالات کیے جاتے ہیں جس کے ساتھ زبردستی سے اس کی شادی کروائی گئی تھی یہ عمل کسی جبر سے انکاری ہونے پردباؤ ڈالتا۔

سال 2016 میں پاکستانی حکومت نے قومی اور صوبائی دونوں سطحوں پر قانون سازی کے لیے اقدامات اٹھائے تا کہ ان مسائل کے سدباب کی کوشش کی جائے - یہ ایک ایسا اقدام تھا جس کو ہندو اور عیسائی مذہبی لیڈروں اور عام پیروکاروں اور انسانی حقوق کے علمبرداروں نے بڑی حد تک سراہا ہے۔ ان اقدامات میں رپورٹنگ کے عرصہ کے اختتام پر ہندو میرج ایکٹ 2016 ہے جو کہ قومی اسمبلی نے ستمبر 2016 کو پاس کیا جبکہ سینٹ نے فروری 2017 میں اور مارچ 2017 میں اس پر قانون کی صورت میں دستخط ہوئے؛ سندھ کے فوجداری قانون (اقلیتوں کے تحفظ) کا بل نومبر میں پاس ہوا؛ صوبہ پنجاب میں کرسچن طلاق ایکٹ کی سیکشن 7 کو بحال کیا گیا؛ جبکہ ہندو میرج ایکٹ سے ملتے جلتے کرسچن میرج ایکٹ 1872 میں تبدیلی کے لیےقانون سازی کا مسودہ پیش کیا گیا۔ اس طرح کےنافذ کردہ اور زیر التوا اقدامات کا مقصد جبری شادی اور مذہب کی تبدیلی کی روک تھام یا اس کو کم کرنے کے لیے قانونی تحفظ فراہم کرنا ہے اور عورتوں کو مدد فراہم کرنی ہے کہ وہ قانونی بنیادوں پر جبری شادی سے چھٹکارہ حاصل کریں۔ مثال کے طور پر سندھ کے فوجداری قانون (اقلیتوں کےتحفظ) کا بل 21 ایام کا اختیار فراہم کرتا ہے کہ کوئی بالغ شخص قانونی طور پر مذہب تبدیل کرے اور شرط عائد کرتا ہے کہ 18 سال سے کم عمر بچے اپنا مذہب تبدیل نہیں کر سکتے۔ ان دفعات کا مقصد جبری شادی اور مذہب کی تبدیلی کے ایک ہی وقت میں اور راتوں رات پیش آنے والے واقعات کو روکنا ہے۔ ہندو میرج ایکٹ تقاضا کرتا ہے کہ ہندوؤں کے درمیان شادیاں حکومت کے پاس

رجسٹرڈ کروائی جا سکتی ہیں، جو کہ سرکاری طور پر دستاویزی شکل اختیار کر لیتی ہیں جبکہ کثرت ازدواج کو غیر قانونی بنا دیا گیا ہے تاکہ ہندو لڑکیوں اور عورتوں کے ساتھ بطور دوسری بیوی شادی کو روکا جا سکے۔

با ہدف فرقہ وارانہ تشدد: جنوبی ایشیا دہشت گردی پورٹل کے مطابق پاکستان میں تقریباً 50 مختلف ملکی اور غیر ملکی دہشت گرد اور انتہا پسند گروپ سرگرم عمل ہیں۔ یہ گروپ علاقے، ملک اور اس کے عوام، خاص طور پر مذہبی اقلیتوں کے لیے شدید خطرے کا سبب ہیں۔ حکومتی اور عسکری مقامات پر حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستانی طالبان اور ایل ای جے جیسے گروپ مذہبی اقلیتوں اور سنی مسلمانوں کے لیے جو کہ ان کے مذہبی اور سیاسی مقاصد کی مخالفت کرتے ہیں، ایک بڑی ایذا رسانی کا سبب رہے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ گروپس جو کہ شیعہ اور صوفی مسلمانوں کو نشانہ بناتے ہیں انہوں نے فرقہ وارانہ تناؤ کا گہرا بیج بویا ہے۔ شیعہ مسلمانوں کی ایک سیاسی تنظیم، مجلس وحدت مسلمین پاکستان ایم ڈبلیو ایم (MWM) کی رپورٹوں کے مطابق پاکستانی طالبان اور دیگر دہشت گرد گروپوں نے گزشتہ دھائی کے دوران ایک اندازے کے مطابق 25,000 سے زائد شیعہ مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔

اس رپورٹ کےعرصہ کے دوران شیعہ اور صوفی مسلمانوں کو پاکستانی طالبان اور آئی ایس آئی ایس کی پاکستانی برانچ نے نشانہ بنایا ہے۔ اکتوبر 2016 میں کراچی کے اندر ایک مذہبی تقریب کے دوران ایل ای جےکے تسلیم کردہ حملہ میں پانچ شیعہ مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا تھا اوراس کے علاوہ مزید کئی ایک افراد زخمی ہوئے تھے۔ اکتوبرکے مہینے میں ہی کوئٹہ بلوچستان میں ایل ای جے نےایک مقامی مسافر بس پر سوار چار شیعہ عورتوں کو قتل کرنے کی ذمہ داری قبول کی۔ نومبر 2016 میں آئی ایس آئی ایس نے کوئٹہ میں ایک صوفی مزار پر حملہ کی ذمہ داری قبول کی جس میں 52 افرد قتل ہوئے جبکہ 100 سے زیادہ افراد زخمی ہوئے۔ جون 2016 میں امجد صابری، جو کہ ایک پاکستانی صوفی گلوکار تھے، ان کو کراچی میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا؛ نومبر 2016 میں دو افراد کو گرفتار کیا گیا جو کہ ایل ای جے کے ممبران تھے اور صوبہ سندھ کے وزیر اعلی کے مطابق ان کو تشدد کے 28 دیگر مقدمات میں جو کہ خاص طور پر پولیس اور شیعہ مسلمانوں کے خلاف تھے ملوث پایا گیا۔ 16 فروی 2017 کو ایک خود کش بمبار نے،جو کہ مبینہ طور پر آئی ایس آئی ایس کا دہشت گرد تھا، 80 سے زیادہ عبادت گزاروں بشمول 20 بچوں کو اس وقت قتل اور ایک سو سے زیادہ کو زخمی کر دیا جب اس نے صوبہ سندھ کے شہر سہیون میں صوفی بزرگ لہل شہباز قلندر کے مزار پر بم دھماکہ کر دیا۔ اس کے بعد پاکستان کی پولیس اور سیکورٹی فورسیز نے متعدد چھاپے مارے جن کے دوران آئی ایس آئی ایس کے تقریباً 100 دھشت گروں کو قتل کیا گیا اور کئی درجن کو گرفتار بھی کیا گیا۔

مثبت پیش رفت: گزشتہ سال کی رپورٹ کے عرصہ کے دوران حکومت پاکستان نے انسانی حقوق کوفروغ دینے اور فرقہ واریت اور مذہبی نفرت کی بنیاد پر تشدد سے نمٹنے کے لیے چند ایک مثبت اقدامات اٹھائے ہیں۔ مثال کے طور پر فروری 2016 میں اس نے 16 نقاطی انسانی حقوق کے ایکشن پلان کا اعلان کیا جس میں قانون سازی کی اصلاحات سے متعلق ایک پالیسی ڈھانچہ، اقلیتی خواتین کے لیے اضافی تحفظ، بچوں کے حقوق، انسانی حقوق کے بارے میں تربیت، بین الاقوامی معاہدے پر عمل درآمد اور ظلم کا نشانہ بننے والوں کے لیے مالی مدد شامل ہیں۔ تاہم، رپورٹنگ کے عرصہ کے اختتام پر یو ایس سی آئی آر ایف **(USCIRF)** کو معلوم نہیں ہے کہ آیا پلان پر عمل درآمد کے لیے کوئی اقدامات اٹھائے گئیے ہیں۔ حکومت نے ایسٹر سنڈے (27 مارچ 2016) کے دن لاہور میں دہشت گردی کے ایک حملہ کے بعدجس میں کم سے کم 70 افراد مار دیے گئے تھے اور سیکڑوں کی تعداد میں زیادہ تر عیسائی زخمی ہوئے تھے ایک تفتیش بھی کی اور 200 سے زائد افراد کو گرفتار کیا۔ علاوہ ازیں اس نے متعدد مذہبی رہنماؤں انتہا پسند تقاریر کرنے اور مواد پھیلانے کی وجہ سے گرفتار کیا اور ممنوعہ اور انتہا پسند تنظیموں سے وابستہ درجنوں *مدارس* کو بند کردینے کے علاوہ ملک بھر کے ہزاروں *مدارس* کی اچھی طرح سے نگرانی کرنے کے لیے ان کو رجسٹرڈ بھی کیا۔ فروری 2017 میں قومی اسمبلی نے فوجداری قوانین (میں ترمیم) کا ایکٹ 2016 جاری کیا جس کے ذریعے لاؤڈاسپیکر یا ساؤنڈ ایمپلیفائرز یا دیگر کسی آلے کا استعمال کرتے ہوئے مذہبی، فرقہ وارانہ یا نسلی نفرت ابھارنے والوں کے لیے سزائیں رکھی گئیں؛ یہ قانون فرقہ وارانہ اور نفرت پر مبنی تقریراور نفرت آمیز مواد کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے پولیس کی مداخلت اور اقلیتی گروپوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کے ساتھ جبری شادی کرنے پر سزاؤں میں اضافہ کرتا ہے۔ تاہم چند ایک مذہبی اقلیتی برادریوں نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے

کہ یہ ایکٹ عبادات اور مذہب پر عمل کرنے کومحدود کر سکتا ہے جس کے نتیجہ میں مزید گرفتاریاں ہو سکتی ہیں اور توعین رسالت کے جھوٹے الزامات عائد ہو سکتے ہیں۔

اس سال کے دوران حکومت نے مذہبی اقلیتی برادریوں کے حوالہ سے مثبت اقدامات لیے ہیں اور بین الامذاہب ہم آہنگی کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ مثال کے طور پر ستمبر 2016 میں وزیر برائے انسانی حقوق اور اقلیتی امور نے انسانی حقوق کی ایک نئی ٹاسک فورس قائم کرنے کا اعلان کیا جو کہ سول سوسائٹی کے اراکین، جرنلسٹوں، پرائیسٹس، پاسٹرز اور اسلامی اسکالز پر مشتمل تھی۔ جولائی 2016 میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ وفاقی انتظام کے زیر اثر قبائلی علاقہ جات میں ایک عیسائی اور ایک سکھ شخص کو قبائلی لیڈرز کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ دسمبر 2016 میں بشپ جوزف ارشاد آف فیصل آباد کو جو کہ کیتھلیک بشپ کے نیشنل کمیشن فار جسٹس اینڈ پیس کے صدر ہیں کو صدر ممنون حسین کی طرف سے ملک کا نیشنل ہیومن رائیٹس ایوارڈ 2016 دیا گیا۔ دسمبر میں بھی ریلویز اور انسانی حقوق کی وزارتوں نے اعلان کیا کہ وہ کرسمس کے موقع پر "انسانی حقوق" کے لیے خصوصی ٹرین چلائیں گے جس کو وہ مذہبی رواداری، بھائی چارے اور محبت کے پیغامات کے ساتھ سجائیں گے تا کہ اقلیتی عیسائی برادری کے ساتھ بھائی چارے کا اظہار کیا جائے اور بین الامذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔ جنوری 2017 میں پنجاب کے صوبائی وزیر برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور نے نیدر لینڈ کی حکومت کے تعاون سے پاکستانی بین الامذاہب برادری کو شامل کرنے **(EPIC)** کے نام سے ایک پراجیکٹ شروع کیا جو مذہبی ہم آہنگی، رواداری اور امن کے فروغ کے لیے سوشل میڈیا اور آرٹس کو استعمال کرتا ہے۔

امریکی حکمت عملی

امریکہ- پاکستان تعلقات عرصہ دراز سے کشیدگی، مایوسی اور بد اعتمادی کا شکار رہے ہیں۔ دو طرف تعلقات میں انسانی حقوق اور مذہبی آزادی اعلی درجہ ترجیعات میں شامل نہیں رہے جو کہ سلامتی اور دہشت گردی کے خاتمہ کی کوششوں پر توجہ مرکوز کر سکتے ہیں۔ امریکی حکومت نے پاکستان پر مسلسل دباؤ ڈالا ہے کہ وہ ملک کے اندر متعدد انتہا پسند گروپوں اور دہشت گرد تنظیموں کے خلاف کاروائی کرے۔ پاکستان نے القاعدہ، افغان طالبان اور دیگر دہشت گرد تنظیموں سے مقابلہ کرنے کی امریکی حکومت کی کوششوں میں ایک اہم لیکن پیچیدہ کردار ادا کیا ہے۔ امریکی حکومت افغانستان کی طرف سازوسامان کی نقل و حمل اور زمینی ترسیل کے سلسلہ میں پاکستان پر انحصار کرتی ہے۔ علاوہ ازیں، ریاست متحدہ، پاکستان اور چین افغانستان میں قیام امن کی کوششوں میں مصروف عمل ہیں۔ افغانستان کے ساتھ ملکر یہ تینوں ممالک افغان طالبان اور افغان حکومت کے درمیان امن کے لیے ازسرنومذاکرات شروع کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔

ریاست متحدہ اور پاکستان نے سال 2010 میں معیشت؛ کاروبار؛ توانائی؛ سلامتی، استحکام سے متعلق حکمت عملی اور کیمیائی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ؛ قانون کے نفاذ اور دہشت گردی کے مقابلہ؛ سائنس اور ٹیکنالوجی؛ تعلیم؛ ذراعت؛ پانی؛ صحت؛ مواصلات اور عوامی سطح کی سفارت کاری پر بات چیت کرنے کے لیے اسٹریٹیجک ڈائیلاگ قائم کیا۔ اس بات چیت کے لیے وزارتی سطح پر چھٹا اجلاس واشنگٹن ڈی سی میں فروری 2016 میں منعقد ہوا تھا۔ امریکی حکومت اور پاکستان نےاپنے مشترکہ اعلامیہ میں جمہوریت، انسانی حقوق، انتہا پسندی کے تشدد کا مقابلہ کرنے اور دہشت پسند تنظیموں کے ساتھ لڑنے کے لیے اپنی کوششوں کی یقین دھانی کروائی۔

امریکی حکومت پاکستان کی معاشی ترقی اور غیر فوجی امداد پر بھاری سرمایہ کاری کرتی ہے، اس میں توانائی کے شعبہ، زراعت، ملازمتوں کا پیدا کرنا، پر تشدد انتہا پسندی کا نشانہ بننے والے علاقوں کی ترقی اور معیار تعلیم، بنیادی صحت کی خدمات اور تعلیم تک رسائی میں اضافہ کرنے کے لیےاصلاحات اور بہتریاں شامل ہیں۔ سال 2016 میں امریکی حکومت نے پاکستان کے لیے 5$ بلین کی غیر فوجی امداد جبکہ قدرتی آفات اور تنازعات کی وجہ سے 1$ بلین کی ہنگامی انسانی امداد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ علاوہ ازیں امریکی حکومت انسانی حقوق کو تقویت فراہم کرنے، قانونی اصلاحات میں پیش قدمی کرنے، عدم رواداری کا مقابلہ کرنے، سول سوسائٹی کو مضبوط کرنے اور غیر محفوظ آبادی کے لیے قانونی م کو مدد فراہم کرنے کے لیے فنی اور مالی امداد مہیا کرتی ہے۔ سال 2015 میں پاکستان کے لیے امریکہ سب سے بڑی درآمدی منڈی تھی جہاں پر تقریباً 3.7$ بلین کی برآمدات کی گئیں۔ اس کے

علاوہ سال 2015 میں ایک بار پھر پاکستان میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے امریکہ سب سے بڑا ذریعہ تھا جس نے تقریباً $400 میلن کی سرمایہ کاری کی۔

اگست 2016 میں پینٹاگون نے اعلان کیا کہ وہ پاکستان کو فوجی نقصان کی ادائیگی کی صورت میں $300 میلن کی رقم ادا نہیں کرے گا کیونکہ پاکستان افغانستان میں مقیم حقانی نیٹ ورک کے خلاف "مؤثر کاروائی کرنے میں ناکام رہا ہے" اور پاکستان حکومت اس کو مبینہ طورپر سیاسی اور مالی اعتبار سے مدد فراہم کرتی ہے۔